© rasailojaraid.com

مسالک اربعہ میں تقلید کا انحصار اور اس کی وجہ

حافظ محمد سعد اللہ

ریسرچ اسکالر، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور

مسالک اربعہ کی تقلید کوئی شرعی حکم نہیں۔ اس پر قرآن و سنت کی کوئی نص نہیں۔ تاہم پورے عالم اسلام اور ہر زمانے کے کبار علماء فقہاء کا ان کی تقلید پر اتفاق بلاوجہ اور محض عقیدت کی بناء پر نہیں بلکہ اس کی کئی وجوہات و اسباب ہیں۔ چنانچہ شاہ ولی اللہؒ اپنے بلند پایہ رسالہ ''عقد الجید فی احکام الاجتهاد والتقلید'' میں معروف مذاہب اربعہ کو اختیار کرنے کی تاکید اور ان کے چھوڑنے اور ان کی تقلید سے باہر نکلنے کی ممانعت کا مستقل باب قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''جان لیجئے! ان چاروں مذاہب کو اپنانے میں بہت بڑی مصلحت ہے اور ان سب کو چھوڑنے میں بڑا فساد ہے اور اس کی چند وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ وہ شریعت کو جاننے کے لئے اپنے اسلاف پر اعتماد کرتی ہے۔ تابعین نے ان امور میں صحابہ کرام پر اعتماد کیا اور یہ عمل ہر طبقہ میں جاری رہا۔ علمائے کرام اپنے سے پہلوں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ عقل بھی اس کی اچھائی کی طرف رہنمائی کرتی ہے کیونکہ شریعت، روایت اور استنباط سے ہی جانی جاتی ہے اور روایت اس وقت تک درست نہیں ہوتی جب تک پہلے گروہ سے مل کر روایت نہ کی جائے۔ اسی طرح استنباط کے لئے متقدمین کے مذاہب کا علم ہونا بھی ضروری ہے تاکہ ان کے اقوال سے الگ نہ ہو جائیں اور اس امر پر استوار اجماع ختم نہ ہو جائے اور پہلے افراد اس بارے میں معاون ثابت ہوتے ہیں کیونکہ تمام صنعتیں جیسے صرف، نحو، طب، شعر، لوہے کا کام، تجارت اور کپڑے رنگنا اسی وقت حاصل ہوتی ہیں جب ان کے ماہرین سے تعلق استوار کیا جائے۔ ماہرین سے تعلق قائم کئے بغیر ان صنعتوں کا سیکھنا شاذ و نادر ہی ممکن ہوتا ہے اگرچہ عقلی طور پر ایسا ہونا ممکن ہے۔ جب اسلاف کے اقوال پر اعتماد قائم ہو گیا تو ضروری ہے کہ ان کے جن اقوال پر اعتماد کیا گیا وہ صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہوں یا مشہور کتابوں میں جمع ہوں اور وہ کتب تفصیلی ہوں تاکہ مختلف ممکنہ اقوال میں سے قابل ترجیح قول کی وضاحت کی

یلزم مراعاة الشرط بقدر الامکان ☆ شرط کی رعایت بقدر امکان لازم ہوتی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جا سکے۔ بعض مقامات پر ہم عام کی تخصیص کریں، بعض دوسرے مقامات پر مطلق کو مقید بنائیں۔ اختلافات کو جمع کریں اور احکام کی علتیں بیان کریں۔ بصورت دیگر ان پر اعتماد درست نہیں ہوگا۔ ان آخری ادوار میں مذکورہ بالا چاروں مذاہب کے علاوہ کوئی ایسا مذہب موجود نہیں ہے۔''

دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''سوادِ اعظم (بڑی جماعت) کی پیروی کرو'' اور چونکہ ان چار کے علاوہ دیگر مذاہب حقہ مٹ گئے تو ان مذاہب کا اتباع سوادِ اعظم کا اتباع اور ان سے باہر نکلنا سوادِ اعظم سے باہر نکلنا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ جب خیر کا زمانہ گزرے ایک لمبا عرصہ گزر گیا اور امانات ضائع ہو گئیں تو کسی طرح بھی صحیح نہیں کہ ظالم قاضیوں اور خواہش پرست مفتیوں کے اقوال پر اعتماد کیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ بصراحت یا بدلالت اپنے قول کو سلف میں سے کسی ایسے شخص کی طرف منسوب کریں جو صدق و امانت میں مشہور ہو۔ نیز اس کا وہ قول محفوظ بھی ہو اور نہ اس شخص کے قول پر اعتماد کیا جا سکتا ہے جس کے متعلق ہمیں یہ بھی علم نہیں کہ آیا اس میں شرائط اجتہاد بھی پوری ہیں یا نہیں۔''(۱)

اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ائمہ اربعہ کے علاوہ حضرت سفیان ثوری، سفیان بن عینیہ، امام اوزاعی، داؤد ظاہری، اسحاق بن راہویہ، سعید بن مسیب ابراہیم نخعی، ابن ابی لیلی، ابن شبرمہ، شعبہ، حسن بصری اور دیگر سینکڑوں کبار ائمہ مجتہدین سب کے سب ہدایت پر تھے۔ سب میں اجتہاد کے مطلوبہ اوصاف و شرائط بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔ فضیلت و بزرگی میں سب ایک ایسے حلقہ یا دائرہ کی مانند تھے جس کے کسی کنارے کا تعین مشکل ہوتا ہے۔(۲) ان کا علمی پایہ بھی ائمہ اربعہ سے کم نہیں تھا اور متعدد فقہاء کا ایک نقطۂ نظر یہ بھی ہے کہ ہر مجتہد حق و صواب پر ہوتا ہے۔(۳)

مگر اس حقیقت و مشاہدہ سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ائمہ اربعہ کی طرح کسی امام و مجتہد حتیٰ کہ کسی صحابی کی فقہی آراء اور اس کا فقہی مسلک بوجوہ باقاعدہ منضبط و مدون نہیں ہو سکا۔ نہ اس کے اجتہادی اصول و ضوابط محفوظ ہیں نہ اس کی شروط و قیود معلوم ہیں اور نہ وہ تواتر اور نقل صحیح و سند متصل کے ساتھ امت تک پہنچے ہیں۔ صرف ان کی چند آراء و فتاویٰ بغیر کسی متصل سند کے کتابوں میں ملتے ہیں۔

بنا بریں اکثر علماء کے نزدیک ائمہ اربعہ کے علاوہ دیگر ائمہ مجتہدین حتیٰ کہ صحابہ کرام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رضی اللہ عنہم کی تقلید بھی جائز نہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان مذاہب واجتہادات میں (معاذ اللہ) کسی قسم کا نقص پایا جاتا ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے مذاہب مدون نہیں ہو سکے۔ ان کی تنقیح نہیں ہو سکی، ان کے متبعین ومقلدین ختم ہو گئے اور جس قدر ان کے اقوال اس وقت کتابوں میں موجود ہیں وہ زندگی کے تمام مسائل میں کفایت نہیں کر سکتے۔ (۴) البتہ اگر آج بھی ان میں سے کسی کے فقہی مسلک میں تقلید کے لئے درج بالا لازمی شرائط ثابت ہو جائیں تو بالاتفاق ان کی تقلید جائز ہے ورنہ نہیں۔ (۵)

زیر بحث مسئلے کے حوالے سے امام غزالی کے استاد اور معروف شافعی فقیہ امام الحرمین الجوینی (م۴۷۸ھ) فرماتے ہیں:

"اجمع المحققون علی ان العوام لیس لھم ان یتعلقوا بمذاھب اعیان الصحابة رضی اللہ عنھم بل علیھم ان یتبعوا مذاھب الائمة الذین سبروا ونظروا وبوبوا الابواب وذکروا اوضاع المسائل وتعرضوا للکلام علی مذاھب الاولین والسبب فیه ان الذین درجوا وان کانوا قدوة فی الدین واسوة للمسلمین فانھم لم یفتنوا بتھذیب مسالک الاجتھاد وایضاح طرق النظر والجدال وضبط المقال، ومن خلفھم من ائمة الفقه کفوا من بعدھم النظر فی مذاھب الصحابة فکان العامی ماموراً باتباع مذاھب السابرین." (٦)

(محققین کا اس بات پر اجماع ہے کہ عامۃ الناس کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ صحابہ کرامؓ کے مذاہب (فقہی آراء واقوال) کو اختیار کریں۔ بلکہ ان پر لازم ہے کہ وہ ان ائمہ کے مذاہب کی اتباع کریں جنھوں نے فقہی آراء واقوال کی تنقیح کی، ان پر غور وفکر کیا، ان کو ابواب کی شکل میں ترتیب دیا، مسائل کی مختلف شکلیں بیان کیں اور پہلے فقہاء کی فقہی آراء پر کلام کیا۔ ایسے ائمہ کی اتباع کرنے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام اگرچہ دین کے رہنما اور مسلمانوں کے لئے نمونہ تھے مگر انہیں بوجوہ اجتہادی مسالک کی تہذیب، مسائل میں غور وفکر اور بحث کے طریقوں کی وضاحت اور اجتہادی اقوال ومسائل کو ضبط کرنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ جبکہ ان کے بعد آنے والے ائمہ فقہ نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صحابہ کی فقہی آراء پر غور و فکر کر کے درج بالا ضرورت پوری کر دی۔ لہٰذا عامی اس بات پر مامور ہے کہ وہ فقہی آراء کی تنقیح کرنے والے ائمہ مجتہدین کے مذاہب کی اتباع کرے)۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فقہی مذاہب (اقوال و آراء) کی اتباع و تقلید کے لازم نہ ہونے پر امام الحرمین کا درج بالا قول یا اجماع متعدد علماء نے اپنے اپنے الفاظ میں بطور ثبوت و دلیل پیش کیا ہے۔ مثلاً علامہ خالد محمود نے الغیاثی کے حوالے سے امام الحرمین کا یہ قول ان الفاظ میں درج کیا ہے:

"من وجد فی زمانه مفتیاً تعین علیه تقلیده و لیس له ان یرقی الی مذاهب الصحابة و بیان ذلک انه اذا ثبت مذهب ابی بکر الصدیق فی واقعة وفتوی مفتی الزمان خالفت مذهبه فلیس للعامی المقلدان یؤثر تقدیم مذهب ابی بکر الصدیق من حیث انه عقیدتا انه افضل الخلیفة بعد المرسلین علیهم السلام و ان الصحابة وان کانوا صدور الدین واعلام المسلمین ومفاتیح الهدی ومصابیح الدجی فما کانوا یقدمون تمهید الابواب و تقدیم الاسباب قبل وقوعها." (۷)

(جو آدمی اپنے زمانہ میں کسی مفتی کو پا لے، اس پر اس کی تقلید متعین ہو جاتی ہے۔ اب اس کیلئے اس چیز کی گنجائش نہیں کہ وہ اس سے ہٹ کر صحابہ کے فقہی مذاہب کو اختیار کرے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب کسی واقعہ میں خلیفہ رسول حضرت صدیق اکبر کا مذہب "فقہی رائے" معلوم ہو جائے مگر مفتی وقت کا فتویٰ اس کے خلاف ہو تو عامی مقلد کو یہ حق نہیں کہ وہ حضرت صدیق اکبر کے مذہب کو اس لئے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل الخلائق ہیں، اپنے وقت کے مفتی کے فتویٰ پر ترجیح دے۔ اس میں شبہ نہیں کہ صحابہ دین کے سربراہ اور مسلمانوں میں سب سے بڑے ہیں وہ ہدایت کی چابیاں اور اندھیرے کے چراغ ہیں لیکن وہ مسائل کے بیان میں پہلے اصول نہ باندھتے تھے اور واقعات کے پیش آنے سے پہلے تقدیم اسباب نہ کرتے تھے)۔

ابن ہمام نے امام جوینی کے حوالے سے محققین کا اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ ائمہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اربعہ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر ائمہ کی تقلید منع ہے۔ کیونکہ ائمہ اربعہ ہی ہیں جنھوں نے تمام مسائل کی تحقیق و تنقیح کی ہے۔ فقہ کے ابواب اصول فصول اور مسائل کو تفصیل سے ترتیب دیا اور فقہ کی کتابوں کو مدون کیا ہے بخلاف صحابہ کرام کے کہ وہ بوجوہ ان چیزوں کی طرف توجہ نہیں دے سکے تھے۔ ائمہ اربعہ نے اپنے مذاہب کو منضبط کیا ہے، مطلق کو مقید کیا ہے اور عام میں تخصیص کی ہے، اس طرح کے اوصاف دیگر ائمہ مجتہدین کے مسالک میں نہیں پائے جاتے دوسرے دیگر ائمہ کے پیروکار اور مقلدین بھی ختم ہو گئے ہیں۔(۸)

محبّ اللہ بہاری اور ان کے شارح علامہ عبدالعلی نے بھی امام الحرمین کا یہ اجماع نقل کیا ہے۔(۹)

مالکی امام قرافی نے بھی اس موضوع پر مستقل ''مسألۃ'' کا عنوان قائم کرتے ہوئے امام الحرمین جوینی کے مذکورہ اجماع کو نسبتاً تفصیل سے بیان کیا ہے۔(۱۰) اسی طرح مشہور اصولی عالم اسنوی نے بھی مستقل فائدہ (الفائدۃ الثانیہ) کے تحت ائمہ اربعہ کے علاوہ صحابہ کرام اور دیگر ائمہ کی تقلید سے امام الحرمین اور ابن الصلاح کے حوالے سے ممانعت کا اجماع نقل کیا ہے۔(۱۱) مشہور محدث علامہ عبدالرؤف مناوی حافظ ذہبی سے نقل کرتے ہیں:

''ویجب علینا ان نعتقدان الائمۃ الاربعۃ والسفیانین والاوزاعی وداؤد الظاھری واسحاق بن راھویہ وسائر الائمۃ علی ھدی. وعلی غیر المجتھدان یقلد مذھباً معیناً. لیکن لا یجوز تقلید الصحابۃ وکذا التابعین کما قالہ امام الحرمین من کل من لوم یدون مذھبہ فیمتنع تقلید غیر الاربعۃ فی القضاء والافتاء لان المذاھب الاربعۃ انتشرت وتحررت حتی ظھر تقیید مطلقھا وتخصیص عامھا بخلاف غیرھم لانقراض اتباعھم، وقدنقل الامام الرازیؒ اجماع المحققین علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ واکابرھم.'' (۱۲)

(ہم پر یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ ائمہ اربعہ دونوں سفیان (یعنی سفیان ثوریؒ اور سفیان بن عیینہ) امام اوزاعیؒ داؤد ظاہریؒ، اسحاق بن راہویہؒ اور تمام ائمہ ہدایت پر ہیں۔ اور جو شخص خود مجتہد نہ ہو اس پر واجب ہے کہ کسی معین مذہب کی تقلید کرے۔

☆فرض وہ فعل ہے جسے کرنے کا حکم اللہ تعالی نے دیا ہو اور جسے جان بوجھ کر ترک کرنا سخت گناہ ہے☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن صحابہ و تابعین اور ان تمام حضرات کی تقلید بقول امام الحرمین جائز نہیں ہے، جن کے مذاہب مدون نہیں ہوئے، لہٰذا قضاء اور فتویٰ میں ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی اور کی تقلید ناجائز ہے، اس لئے کہ مذاہب اربعہ مدون ہو کر پھیل چکے ہیں، اور ان کے مطلق الفاظ کی تقیید اور عام الفاظ کی تخصیصات واضح ہو چکی ہیں، بخلاف دوسرے مذاہب کے کہ ان کے متبعین ختم ہو چکے ہیں، اور امام رازیؒ نے اس بات پر محققین کا اجماع نقل کیا ہے کہ عوام کو مشاہیر صحابہ اور دوسرے اکابر کی تقلید سے روکنا چاہیئے)۔

اسی بات کو علامہ نووی ان الفاظ میں واضح فرماتے ہیں:

"ولیس له التمذهب بمذهب احد من ائمة الصحابة وغيرهم من الاولين وان كانوا اعلم واعلى درجة ممن بعدهم، لانهم لم يتفرغوا لتدوين العلم و ضبط اصوله وفروعه' فليس لاحد منهم مذهب مهذب محرر مقرر، وانما قائم بذلک من جاء بعدهم من الائمة الناحلين المذاهب الصحابة والتابعين القائمين بتمهيد احكام الوقائع قبل وقوعها الناهضين بايضاح اصولها وفروعها كمالک وابی حنيفة وغيرهم." (۱۳)

(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قرونِ اولیٰ کے اکابر اگر چہ درجہ کے اعتبار سے بعد کے فقہاء مجتہدین سے بلند و برتر ہیں، لیکن انہیں اتنا موقع نہیں ملا کہ وہ اپنے علم اور اس کے اصول و فروع کو مدون اور منضبط کر سکتے، اسلئے کسی شخص کیلئے ان کے فقہی مذہب کی تقلید جائز نہیں، کیونکہ ان میں سے کسی کا مذہب مدون نہیں ہو سکا، نہ وہ لکھی ہوئی شکل میں موجود ہے، اور نہ معین طور سے اس کی نشاندہی کی جا سکتی ہے، دراصل تدوین فقہ کا یہ کام بعد کے ائمہ نے کیا ہے، جو خود صحابہ و تابعین کے مذاہب کے خوشہ چین تھے، اور جنہوں نے واقعات کے پیش آنے سے پہلے ہی ان کے احکام مدون کئے اور اپنے مذہب کے اصول و فروع کو واضح کیا، مثلاً امام مالک اور امام ابوحنیفہ وغیرہ)۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

"وليس فى الكتاب والسنة فرق فى الائمة المجتهدين بين شخص وشخص، فمالک والليث بن سعد والاوزاعى والثورى هؤلاء ائمة فى

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زمانهم، وتقليد كل منهم كتقليد الاخر لا يقول مسلم انه يجوز تقليد هذا دون هذا ولكن من منع من تقليد احد هؤلاء في زماننا، فانما يمنعه لاحد شيئين.

(احدهما) اعتقاده انه لم يبق من يعرف مذاهبهم وتقليد الميت فيه خلاف مشهور، فمن منعه قال هؤلاء موتى، ومن سوغه قال لابد ان يكون في الاحياء من يعرف قول الميت (والثاني) ان يقول الاجماع اليوم قد انعقد على خلاف هذا القول. واما اذا كانالقول الذي يقول به هؤلاء الائمة او غيرهم قد قال به بعض العلماء الباقية مذاهبهم فلا ريب ان قوله مؤيد بموافقة هؤلاء ويعتضد به." (۱۴)

(کتاب وسنت کے اعتبار سے ائمہ مجتہدین کے درمیان کوئی فرق نہیں، پس امام مالکؒ لیث بن سعد امام اوزاعی اور سفیان ثوری یہ سب حضرات اپنے اپنے زمانوں کے امام ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کی تقلید کا حکم وہی ہے جو دوسرے کی تقلید کا ہے، کوئی مسلمان یہ نہیں کہتا کہ اس کی تقلید تو جائز ہے اور اس کی جائز نہیں لیکن جن حضرات نے ان میں سے کسی کی تقلید سے منع کیا ہے دو باتوں میں سے کسی ایک بات کی بناء پر منع کیا ہے۔

ایک بات تو یہ ہے کہ ان کے خیال میں اب ایسے لوگ باقی نہیں رہے جو ان حضرات کے مذاہب سے پوری طرح واقف ہوں، اور فوت شدہ امام کی تقلید میں اختلاف مشہور ہی ہے، لہٰذا جو لوگ اسے منع کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ان حضرات کا انتقال ہو چکا، اور جو حضرات فوت شدہ امام کی تقلید کو جائز مانتے ہیں، ان کا کہنا یہ ہے کہ فوت شدہ امام کی تقلید اس وقت جائز ہے جبکہ زندہ علماء میں کوئی اس فوت شدہ امام کے مذہب کا علم رکھتا ہو، (اور چونکہ دوسرے ائمہ کے مذاہب کا علم رکھنے والا موجود نہیں اس لئے ان کی تقلید بھی درست نہیں)۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ حضرات یہ کہتے ہیں کہ جن حضرات کے مذاہب باقی نہیں ان کے قول کے خلاف اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ لیکن ان گزشتہ ائمہ کا کوئی قول اگر ایسا ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو ان مجتہدین کے قول کے مطابق ہو، جن کے مذاہب باقی ہیں تو بلاشبہ اول الذکر ائمہ کے قول کی ثانی الذکر علماء کے قول سے تائید ہو جائے گی، اور اس میں قوت آ جائے گی۔

مختصر یہ کہ تقلید کے مسالک اربعہ میں منحصر ہو جانے پر درج بالا اقوال کے علاوہ بیسیوں بلکہ سینکڑوں کبار فقہاء و مجتہدین، صوفیاء اور محدثین کی گواہیاں موجود ہیں جن کا احاطہ مقصود نہیں۔

حوالہ جات

۱۔ شاہ ولی اللہ: عقد الجید (بمع اردو ترجمہ)، ص ۵۳ تا ۵۸۔

۲۔ القرافی، ابوالعباس احمد بن ادریس بن عبدالرحمٰن (م ۶۸۴ھ) نفائس الاصول فی شرح المحصول، ج ۹، ص ۳۹۶۳۔

۳۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: شاہ ولی اللہ: عقد الجید (بمع اردو ترجمہ)، ص ۱۸ تا ۲۹۔

۴۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

(الف) عبدالغنی: خلاصة التحقيق فى بيان حكم التقليد و التلفيق، ص ۳-۴

(ب) القرافی، نفائس الاصول فی شرح المحصول، ج ۹، ص ۳۹۶۵، ۳۹۶۶۔

(ج) محمد امین المعروف امیر بادشاہ حنفی (م ۹۸۷ھ) تیسر التحریر علی کتاب التحریر لابن ھمام، ج ۴، ص ۲۵۵۔۲۵۶۔

(د) الاسنوی: جمال الدین عبدالرحیم بن الحسن (م ۷۷۲ھ) نهاية السول فی شرح منهاج الاصول للبیضاوی، ج ۴، ص ۶۲۵۔۶۲۶۔

(ھ) امام غزالی، المنخول، ص ۴۹۴۔۴۹۵۔

۵۔ امیر بادشاہ تیسر التحریر، ج ۴، ص ۲۵۶۔

۶۔ امام الحرمین الجوینی: البرهان فی اصول الفقه، دارالوفاء المنصورہ، ج ۲، ص ۷۴۴۔

۷۔ الغیاثی، ص ۴۴۱، بحوالہ علامہ خالد محمود (مانچسٹر): آثار التشریع، ج ۲، ص ۱۳۵۔۱۳۶۔

۸۔ امیر بادشاہ: تیسر التحریر، ج ۴، ص ۲۵۵۔۲۵۶۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۹ (الف) محبّ اللہ بہاری: مسلم الثبوت، ج ۲، ص ۳۵۶۔

(ب) عبدالعلی: فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت :۲: ۴۰۷۔

۱۰۔ القرافی، نفائس الاصول فی شرح المحصول، ج ۹، ص ۳۹۶۶، ۳۹۶۷۔

۱۱۔ الاسنوی: جمال الدین عبدالرحیم بن الحسن (م ۷۷۲ھ) نهایة السول فی شرح منهاج الاصول للبیضاوی، ج ۴، ص ۶۳۰۔۶۳۲۔

۱۲۔ فیض القدیر، شرح الجامع الصغیر، للمناوی، ج ۱، ص ۲۱۰، حدیث "اختلاف امتی رحمة" (بحوالہ مولانا تقی عثمانی: تقلید کی شرعی حیثیت، ص ۷۹)۔

۱۳۔ نووی: المجموع شرح المهذب، ج ۱، ص ۵۵، فصل فی آداب المستفتی۔

۱۴۔ ابن تیمیہ: الفتاویٰ الکبریٰ، ج ۲، ص ۴۴۶، بحث فیمن صلی خلف الصف منفرداً۔

آئندہ شمارے میں

☆

قاسمِ فیضانِ رضا، قائدِ ملتِ اسلامیہ، مجددِ مائۃِ حاضرہ

علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

کے مجددانہ کارناموں، اور مجددانہ شواہد پر

ایک جدید تحریر ملاحظہ فرمایئے

عمدہ لکھائی .... بہترین چھپائی

مسودہ دیجئے .... کتاب لیجئے

جمیل برادرز

ناظم آباد نمبر 2، کراچی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رطب و یابس

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب کا نیا مجموعہ مقالات شائع ہو گیا

جس میں درج ذیل عنوانات پر مضامین و مقالات شامل ہیں

قرآن و سیرت پر مضامین

اعجاز القرآن ☆ قرآن غیر مسلموں سے نفرت کا درس نہیں دیتا

نبی اکرم ﷺ بحیثیت حکم و قاضی ☆ نقش نعلینِ رسولِ اکرم ﷺ کی برکات

فقہی مضامین

اسلامی نظامِ حدود و تعزیرات کی حکمت ☆ رحم کرایہ پر لینے کی شرعی حیثیت

شکاگو تحریک اور شہادت کے تقاضے ☆ رمضان المبارک تاریخی تناظر میں

نماز تراویح چند توجہ طلب پہلو ☆ تعداد رکعاتِ تراویح میں

اختلاف کی حیثیت ☆ ماہِ رجب کی مذہبی و تاریخی اہمیت

شخصیات و بلاد پر مضامین

علامہ ابن سلام ہروی ☆ حضرت مجدد الف ثانی کے فقہی افکار و نظریات

☆ جنگ آزادی ۱۸۵۷ اور مولانا فضل حق خیر آبادی

علامہ محمد ابو زہرہ مصری ☆ الشیخ علی طنطاوی ☆ علامہ الشیخ عبد الفتاح ابو غدہ

ڈاکٹر عبد الجواد خلف ☆ جہد مسلسل کی کہانی ☆ برونئی...... وینزویلا ☆ سلطنت عمان

مختلف النوع مضامین

انسانیت کی پستی ☆ مقصدِ تخلیق پاکستان ☆ عربی مدارس کے لاکھوں طلبہ سوال کرتے ہیں

☆ دینی مدارس میں درجہ بندی کا نقصان ☆ نظامِ تعلیم ایک جائزہ ☆ جنگِ خلیج کے خفیہ گوشے

☆ کیا سعودی عرب کا سیاسی بحران ٹل گیا؟ ☆ تہذیب آگہی

☆ زوال امت مسلمہ یا آزمائش ما

© rasailojaraid.com